بفیض

تاج دارِ اہلِ سنّت مفتیِ اعظم

علامہ محمد مصطفیٰ رضا نوری

و حضور تاج الشریعہ علیہما الرحمۃ

وداعِ تاج الشریعہ

علامہ قمر الزماں خاں اعظمی

سکریٹری جنرل ورلڈ اسلامک مشن انگلینڈ

مرکزی مجلس رضا
MARKAZI MAJLIS-E-REZA

Scanned by CamScanner

بفیض

تاج دار اہلِ سنّت مفتی اعظم

علامہ محمد مصطفیٰ رضا نوری

وحضور تاج الشریعہ علیہما الرحمۃ

وداعِ تاج الشریعہ

علامہ قمر الزماں خاں اعظمی

[سکریٹری جنرل ورلڈ اسلامک مشن انگلینڈ]

مرکزی مجلس رضا

MARKAZI MAJLIS-E-REZA

Scanned by CamScanner

سلسلۂ اشاعت نمبر 42

نام	:	وداعِ تاج الشریعہ
تحریر	:	علامہ قمرالزماں خاں اعظمی
محرک	:	علامہ محمد ارشد مصباحی/ علامہ ابوزہرہ رضوی، مانچسٹر
صفحات	:	۲۴
اشاعت	:	۱۴۴۰ھ/۲۰۱۹ء
تعداد	:	۲۰۰۰
ہدیہ	:	۳۰روپے
ناشر	:	مرکزی مجلس رضا

ملنے کا پتا

دفتر مرکزی مجلس رضا مسلم کتابوی

گنج بخش روڈ، دربار مارکیٹ لاہور

Ph:042-37225605 Cell:0321-4477511
Email:muslimkitabevi@gmail.com

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تابش وداعِ تاج الشریعہ

عزیمت، تفقہ، استقامت اور تصلب فی الدین کے عظیم مینار کا نام تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں قادری از ہری رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ آپ کی ذات نمونۂ سلفِ صالحین تھی۔ آپ ایسے رہبر تھے جن سے دور ونزدیک یکساں فیض پاتے۔ عظیم قائد تھے۔ آپ کے فیصلوں میں فقہائے اسلام کے قولِ فیصل کی جھلک تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے شرعی فیصلوں میں کہیں، کسی وقت کوئی لچک نہیں آئی۔ آپ سے اکتسابِ علم واخذِ فیض کرنے والوں کی تعداد کثیر ہے۔

ہم نے سُنا، دیکھا، مشاہدہ کیا، جدھر تشریف لے گئے گلشنِ اہل سنّت میں بہاریں جلوہ فگن ہوگئیں۔ بنجر زمینوں میں آپ کے قدم پہنچے اور پھر دُنیا نے دیکھا کہ وادیاں شاداب ہوگئیں۔ اہل سنّت کو استحکام ملا۔ کئی ایسے علاقے جہاں وسائلِ سفر میسر نہیں، تعطل کا ماحول تھا، پس ماندہ علاقے تھے، وہاں ایک ہی دورہ نے وہ انقلاب برپا کیا جیسے مدتوں محنت وکاوش کی گئی ہو۔ نگاہِ ولی کی تاثیر مشاہدہ ہوئی۔ فکر ونظر خوش گوار انقلاب سے دوچار ہوئے۔

حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی اسلامی شوکت کا آئینہ تھی۔ آپ کے دیدار سے کتنے ہی مریضانِ روح شفایاب ہوگئے۔ آپ نے اسلام کے دعوتی نظام کی عملی تعبیر پیش کی۔ وقفے وقفے سے اس طرح کی خبریں ملتی رہتیں کہ فلاں مقام پر ایک شخص یا کئی اشخاص نے کفر سے توبہ کی اور اسلام کے دامن میں داخل ہوئے۔ دستِ تاج الشریعہ پر قبولِ اسلام کا یہ سلسلہ وصال تک جاری رہا۔ بلکہ بعد از وصال بھی ان کا فیض دلوں سے کفر کے زنگ دھوتا رہے گا۔ گناہوں سے توبہ کرنے والوں کی تعداد لاکھوں میں ہے۔ جس کا مشاہدہ ناسک، مالیگاؤں، ممبئی، بریلی شریف میں بارہا ہوا کہ لوگ توبہ کے لیے آتے ہیں، تائب ہوتے ہیں اور قادریت کے جام سے سرشار ہوکر جاتے ہیں۔

حضور تاج الشریعہ کی بارگاہ کے حاضر باش مشاہدات کے اَوراق ترتیب دیں تو اسلام کے روحانی نظام کی عظمت کا جلوہ منصۂ شہود پر آئے گا۔ اس جہت سے درجنوں کتابیں ان کے وصال کے بعد منظر عام پر آئیں۔ دُنیا نے دیکھا کہ دین پر استقامت اختیار کرنے والا اللہ کا محبوب

بندہ کس شان سے رُخصت ہوا کہ وہ انبوہ کثیر بریلی شریف میں جمع ہوا؛ جس کی مثال شاید کئی صدیوں تک نہیں مل سکے گی۔

مفکر اسلام خطیب اعظم علامہ قمرالزماں خاں اعظمی رضوی دام فیوضہٗ (سکریٹری جنرل ورلڈ اسلامک مشن انگلینڈ) نے اپنے سوزِ دروں کو لفظوں کا پیرہن زیب کرایا ہے۔ تاج الشریعہ کی تقویٰ شعار زندگی کے کئی گوشے بڑے اختصار میں بیان کیے ہیں۔ ان میں مشاہدات کی بزم سجی ہوئی نظر آتی ہے۔ تحریر بڑی دل پذیر ہے۔ اسلوب پُرکیف ہے۔ جس میں دردِ دل ہے، سوز و کیف ہے۔ متانت و سنجیدگی ہے۔

حضور تاج الشریعہ کے دَورے بڑے تاریخی ہوا کرتے تھے، جن کے نقوش مدتوں قائم رہتے۔ اس تحریر میں یورپ و امریکہ کی زمین پر آپ کے دَوروں کے خوش گوار اثرات نمایاں ہوتے ہیں۔ حیاتِ تاج الشریعہ کے کئی پہلوؤں پر سادہ و دل نشیں انداز میں روشنی ڈالی ہے۔

علامہ اعظمی صاحب نے مشاہدات کی میز پر کئی ایسے جملوں کے گل دستے سجائے ہیں جن سے حضور تاج الشریعہ کے تقویٰ کی کرنیں پھوٹتی ہیں۔ ایسا ہی ایک جامع و حقیقت افزا اقتباس ''حجاز کانفرنس برطانیہ'' کے ذکر میں ملاحظہ کریں:

> ''کانفرنس پورے شباب پر تھی کہ تاج الشریعہ ہال میں داخل ہوئے۔ ان کے حکم کے مطابق کیمرے بند کر دیے گئے۔ کیمروں کی روشنی تو بند ہو گئی مگر علامہ ازہری کے چہرۂ پاک کی روشنی سے پورا ہال جگمگا اُٹھا۔ لوگ دیوانہ وار ان کی زیارت کے لیے اُٹھ اُٹھ کر شرف یابِ زیارت ہو رہے تھے۔ اور دُنیا نے پہلی بار احتیاط اور تقویٰ کا یہ منظر دیکھا۔''

مقالہ علمی، مشاہداتی، سنجیدہ اور فکر انگیز ہے۔ زبان و بیان کی سادگی کا دل کش نمونہ ہے۔ نوری مشن مالیگاؤں سے اس کی اشاعت عمل میں آ رہی ہے۔ ہم علامہ اعظمی صاحب کے مشکور ہیں کہ اپنی اس نایاب تحریر کی اشاعت کے لیے نوری مشن کا انتخاب کیا۔ ازیں قبل علامہ موصوف کے کئی مقالے مشن سے شائع ہو کر اہل علم کے درمیان مقبول ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ! علامہ اعظمی کے علم و عمل اور فضل و کمال میں برکتوں کا نزول فرمائے۔ ہمیں فروغِ مسلکِ اعلیٰ حضرت کے لیے سرگرمِ عمل رکھے اور تعمیری، فلاحی، تحقیقی و سماجی شعبوں میں کام کا دائرہ وسیع فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

غلام مصطفیٰ رضوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۲۰/ جولائی ۲۰۱۸ء کی شام کو حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ کے وصال پُر ملال کی خبر جملہ اسلامیانِ عالم نے انتہائی غم و اندوہ کے ساتھ سُنی ۔ افسوس کہ دُنیائے سنیت ایک عظیم قائد سے محروم ہوگئی۔ حضرت کا وصال ایک ایسا اَلمیہ ہے؛ جس کو مدتوں تک محسوس کیا جاتا رہے گا۔

وہ ایک عظیم فقیہ، عظیم محدث، عظیم مفسر، بے مثل باحث، مناظر، متکلم، منفرد المثال ادیب، شاعر اور مصنف تھے۔ ان کے وصال سے علوم وفنون کے ان تمام شعبوں کا ناقابلِ تلافی نقصان ہوا۔

خاندانِ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے کم وبیش ۲۰۰/ سال تک برصغیر کے مسلمانوں کی علمی اور فکری، دینی اور سیاسی قیادت کا عظیم فریضہ انجام دیا۔ بالخصوص ۱۸۵۷ء کے بعد سرزمین ہند ایسے علما، محققین اور اربابِ علم ودانش سے خالی ہوگئی تھی؛ جو اسلامیانِ ہند کی علمی، فکری، دینی قیادت کرسکیں۔ تحریکِ جہاد کی ناکامی کے بعد بیش تر اکابرِ ملت کو یا تو شہید کردیا گیا تھا یا پھر انڈمان وغیرہ کے جزائر میں ملک بدر کردیا گیا تھا؛ جو کبھی واپس نہ آسکے۔ ان حالات میں اللہ رب العزت نے امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کو منصب تجدید پر فائز فرمایا، اور انھوں نے اپنے تجدیدی کارناموں سے اس خلا کو پُر کردیا، جو علمائے ربانیین کی شہادت کے بعد ہندوستان میں پیدا ہوگیا تھا۔

امامِ اہلِ سُنّت نے بیک وقت سیکڑوں علما کی ذمہ داریوں کو تن تنہا بحسن وخوبی انجام دیا۔ اہلِ سُنّت کے بہت سے مدارس بند ہوگئے تھے، مگر انہوں نے بریلی شریف میں ایسے علما کی علمی وفکری تربیت کی، جن کا ہر فرد ایک علمی تحریک اور ایک درس گاہ کی حیثیت رکھتا تھا۔ انھوں نے دُنیا کو صدر الافاضل جیسا عظیم مفسر، مناظر اور مدرس؛ صدر الشریعہ جیسا عظیم فقیہ؛ ملک العلماء جیسا محدث، ماہرِ فلکیات وریاضی؛ مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھی جیسا عالمی مبلغ

اور سیدی مفتی اعظم جیسا عظیم فقیہ، ولی کامل اور مرشدِ برحق دیا، اور ان حضرات کے علاوہ بہت سی شخصیتوں کی تربیت کے بعد اسلامیانِ ہند اور بیرونِ ہند کی علمی، فکری، دینی، سیاسی اور معاشرتی قیادت کا منصب عطا فرمایا۔

یک چراغ ست دریں خانہ کہ از پرتو آں

ہر کجامی نگری انجمنے ساختہ اند

ان اکابرِ ملت نے امامِ اہلِ سنّت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے بعد کم و بیش ایک صدی تک ملتِ اسلامیہ کی قیادت کا فریضہ انجام دیا۔ اس سلسلۃ الذہب کی آخری کڑی سیدی و مرشدی مفتی اعظم کی ذات تھی۔ جنھوں نے اپنے تدبر، معاملہ فہمی سے ان شخصیات کے ساتھ مل کر اپنے دور کے تمام فتنوں کا جواب دیا اور ان حضرات والاتبار کے بعد کم و بیش نصف صدی تک اپنے فتاویٰ جات اور فیضانِ نظر کے ذریعے کشتیِ ملت کی ناخدائی کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ حضور مفتی اعظم کے وصال کے بعد یہ خیال پریشان کر رہا تھا کہ بریلی شریف کی علمی اور فکری قیادت کا سلسلہ کہیں رُک نہ جائے؛ مگر مشیت کے خود اپنے فیصلے ہوتے ہیں۔ حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد حضرت تاج الشریعہ مطلع ہند پر علم و فضل کے آفتابِ عالمتاب بن کر جلوہ گر ہوئے اور تھوڑے ہی دنوں میں اربابِ علم و دانش نے اُن کی علمی عظمت اور عبقریت کو تسلیم کر لیا۔ انھوں نے بیک وقت تدریس، افتا، تصنیف و تالیف کی مصروفیات کے ساتھ ساتھ ملک اور بیرون ملک تبلیغی دَوروں اور بیعت و ارشاد کے ذریعے لاکھوں افراد کو تصلب فی الدین کی دولت سے مالا مال فرمایا۔

مسندِ افتا پر فائز ہونے کے بعد انھوں نے سوالات کے جوابات کے سلسلے میں وہی اسلوب اختیار فرمایا؛ جو امامِ اہلِ سنّت اعلیٰ حضرت اور حضور مفتی اعظم علیہما الرحمۃ والرضوان کا تھا، یعنی جوابات کو قرآن و حدیث، اجماع اور قیاس کی روشنی میں اس قدر مدلل فرما دیتے کہ شک کی کوئی گنجائش باقی نہ رہتی۔ عصرِ حاضر میں پیدا ہونے والے سوالات کے جوابات میں حالات اور زمانہ کے اعتبار سے استنباط فرمانے میں منفرد نظر آتے ہیں۔

Scanned by CamScanner

علم حدیث میں ان کے رسوخ کا جائزہ لینا ہوتو ان کی بعض کتب اور رسائل کا مطالعہ ان کی علمی عظمت کی شہادت کے لیے کافی ہوگا۔ ملاحظہ فرمائیں:

شرح حدیث نیت، تعلیقات الازهری علی صحیح البخاری، بخاری شریف کی شرح میں اپنے وقت کے مشہور محدث احمد علی سہارن پوری کا علمی تعاقب۔

اسی طرح فن تفسیر میں دفاعِ کنز الایمان، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد تارخ یا آذر کی تحقیق انیق۔ حضرت تاج الشریعہ نے اعلیٰ حضرت کے متعدد اہم رسائل و فتاویٰ کا اردو سے عربی، اور عربی سے اردو میں ترجمہ فرمایا۔

ان کا ترجمہ صرف لفظی ترجمہ نہیں ہوتا تھا، بلکہ (انھوں نے) بہت سے مقامات پر اصل مضمون کی تشریح کے ساتھ مزید دلائل سے آراستہ فرما کر کتاب کی افادیت میں اضافہ فرما دیا۔

ترجمہ میں المعتمد المستند اور المعتقد المنتقد کے حواشی پر مزید حاشیہ آرائی نے کتاب کے مشکل مقامات کو بہت آسان کر دیا ہے۔

تعریب میں مندرجہ ذیل رسائل کا مطالعہ ان کی علمی عظمت کے اعتراف کے لیے کافی ہوگا۔ ملاحظہ فرمائیں:

۱) شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام
۲) منیر العینین فی حکم تقبیل الابھامین
۳) قوارع القھار علی المجسمة الفجار
۴) الامن والعلی لناعتی المصطفٰی بدافع البلاء
۵) حاجز البحرین الواقی عن جمع الصلاتین
۶) سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح

عربی زبان میں البریلویہ کا جواب "مرآۃ النجدیة" اور قاضی عطیہ کی تقدیم پر علامہ ازہری کی تنقید علامہ ازہری کے علمی مقام کی رفعت کو سمجھنے کے لیے کافی ہے۔ عربی

ادب میں ان کی مہارت تامہ کا جائزہ لینے کے لیے اہلِ علم سے درخواست ہے کہ وہ؛ علامہ ازہری کی "الفردہ فی شرح البردہ" کا مطالعہ کریں۔

علماے عرب نے قصیدۂ بردہ کی بہت سی شروح تحریر فرمائی ہیں، مگر ''الفردہ'' ان تمام شروح میں فردِ فرید کی حیثیت رکھتی ہے۔ زبان کی سلاست اور مفہوم کا ابلاغ ان کے علم معانی اور بیان پر کامل دسترس کے گواہ ہیں۔ انھوں نے صرف اشعار کی تشریح ہی نہیں کی ہے، بلکہ ہر شعر کے ساتھ متعدد اشعار انھوں نے بطورِ استشہاد تحریر فرمائے ہیں۔ اس طرح ''الفردہ'' میں سیکڑوں مزید اشعار کی شمولیت نے اربابِ علم وادب کے علمی، ادبی اور شعری مذاق کی تسکین کا سامان فراہم کر دیا ہے۔

اشعار کی تشریح میں آیاتِ قرآنیہ اور احادیث سے استشہاد فرما کر مسلکِ اہل سنت و جماعت کی حقانیت کو مبرہن فرما دیا ہے۔

نحوی تراکیب، استعارات وکنایات کی وضاحت، تلمیحات کی تشریح ان کے ادبی مقام کی شاہد عدل ہیں۔

اور یہ جان کر بے پایاں حیرت ہوتی ہے کہ حضرت علامہ ازہری نے پوری کتاب دورانِ سفر املا کرائی ہے۔ مضامین کا استحضار، احادیث اور آیاتِ قرآنیہ سے استدلال، محدثین، فقہا اور صوفیاء کرام کے اقوال سے اشعار کی وضاحت وتشریح، یہ سب کچھ؛ اور وہ بھی حالتِ سفر میں یقیناً یہ ان کی کرامت ہے اور اعلیٰ حضرت کا علمی فیضان ہے۔

ایک بہت اہم کام ''فتاویٰ رضویہ'' کی تعریب کا آغاز انھوں نے فرمادیا تھا، اور سنا ہے کہ متعدد جلدوں کا ترجمہ مکمل ہو گیا ہے۔ کاش! ان کی حیات نے وفا کی ہوتی اور یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا ہوتا۔ اب ان کی روح کے ایصالِ ثواب کے لیے علماے اہلِ سُنّت بالخصوص حضرت علامہ محمد عسجد رضا خاں قادری مدظلہ العالی کی ذمہ داری ہے کہ وہ علما کا ایک بورڈ تشکیل دے کر اس کام کو مکمل کرادیں۔

حضرت تاج الشریعہ کے وصال کا غم پوری سُنّی دُنیا کو ہے اور شاید ہمیشہ رہے گا، مگر

خود تاج الشریعہ دُنیا سے بہت مطمئن ہو گئے ہوں گے، اس لیے کہ انھوں نے اپنے ذمہ کے بیش تر کام کو مکمل فرما لیا تھا۔ انھوں نے تدریس کے فرائض انجام دیے اور شاگردوں کی ایک جماعت چھوڑی۔ وصال سے قبل تک مسندِ افتا کے وقار کو بحال رکھا۔ ایک عظیم درس گاہ ''مرکز الدراسات الاسلامیۃ جامعۃ الرضا'' قائم فرما کر مستقبل کے معماروں کے لیے ایک تربیت گاہ؛ آنے والی نسلوں کے حوالے کی۔ ہندوستان اور بیرون ہند تبلیغی دَوروں کے ذریعے مسلک کی اشاعت فرمائی اور بیعت وارشاد کے ذریعے ہزاروں مریدین اور سیکڑوں خلفا کی جماعت دُنیا کے حوالے کی، تقویٰ اور پرہیز گاری کے بلند مقام پر فائز ہو کر علما اور داعیانِ دین کے لیے نمونہ بن گئے، غالباً ایسے عالم رجال کے سفرِ آخرت کے بارے میں قرآن عظیم نے ارشاد فرمایا ہے:

یٰۤاَیَّتُهَا النَّفۡسُ الۡمُطۡمَئِنَّةُ ارۡجِعِیۡۤ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرۡضِیَّةً فَادۡخُلِیۡ فِیۡ عِبٰدِیۡ وَادۡخُلِیۡ جَنَّتِیۡ (سورۃ الفجر: ۲۷۔۳۰)

''اے اطمینان والی جان اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی، پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں آ۔'' (ترجمۂ کنزالایمان)

تاج الشریعہ کا دورۂ برطانیہ

سعودی عرب نے امام اہلِ سُنّت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کے ترجمۂ قرآن کنزالایمان پر پابندی عائد کی، اور یہ حکم نامہ جاری کیا کہ یہ ترجمہ جہاں کہیں بھی دست یاب ہو سوخت کر دیا جائے۔ سعودی عرب کے اس فیصلے کے خلاف پوری دُنیا میں اہل السنۃ والجماعت نے احتجاج کیا اور شدید غم وغصہ کا اظہار کیا۔ اس صورتِ حال کو سامنے رکھتے ہوئے ورلڈ اسلامک مشن کے اراکین بالخصوص قائد اہلِ سُنّت علامہ شاہ احمد نورانی، پروفیسر شاہ فرید الحق، علامہ ارشد القادری، علامہ شاہد رضا نعیمی اشرفی، نبیرۂ دیوان آل رسول سید غلام

السیدین اور خادم قمر الزماں اعظمی نے ایک ہنگامی میٹنگ منعقد کی، جس میں اس بات پر غور کیا گیا کہ سعودی عرب کے اس فیصلے کے خلاف کوئی موٴثر حکمتِ عملی تیار کی جائے، اور احتجاج اس قدر موٴثر ہو کہ سعودی عرب کے اربابِ اقتدار اپنے اس ظالمانہ فیصلے کو تبدیل کریں، یا کم از کم آئندہ ایسی جرأت نہ کریں۔ اس کے ساتھ ساتھ انھیں یہ بھی باور کرایا جائے کہ ترجمۂ کنز الایمان عصرِ حاضر کا بہترین ترجمہ ہے، اور اس میں کوئی بات قرآن و سنّت کے خلاف نہیں ہے۔ ترجمۂ کنز الایمان کے سلسلے میں ہند و پاک کے وہابیہ اور دیابنہ نے سعودی عرب کو گم راہ کرنے کی ناپاک کوشش کی ہے، اور علماے اہلِ سنّت اس سلسلے میں سعودی علما سے گفتگو کرنے کے لیے تیار ہیں۔ اس میٹنگ میں احتجاج کے لیے مختلف تجاویز منظور کی گئیں۔

حجاز کانفرنس کی تجاویز حسب ذیل ہیں:

(۱) اس کانفرنس کا نام "حجاز کانفرنس" ہوگا۔

(۲) برطانیہ میں ایک عالمی کانفرنس منعقد کی جائے، جس میں دُنیا کے مختلف ممالک کے علما کو مدعو کیا جائے اور انھیں حقیقتِ حال سے آگاہ کیا جائے۔

(۳) سعودی حکومت کے اس فیصلے کے خلاف برطانیہ کے مرکزی شہر لندن میں ایک عظیم الشان احتجاجی جلوس نکالا جائے۔

(۴) برطانیہ کے نیشنل انگریزی، عربی اور اردو اخبارات میں کانفرنس کی تفصیلات شائع کی جائیں اور ٹی وی نیز دیگر ذرائع کے ذریعے پوری دُنیا میں اس کانفرنس کی تجاویز کو عام کیا جائے۔

چوں کہ ترجمۂ کنز الایمان امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کا ہے، اس لیے ضرورت اس بات کی محسوس کی گئی کہ اس کانفرنس میں نبیرۂ اعلیٰ حضرت، حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری کو ضرور مدعو کیا جائے۔ چناں چہ میٹنگ کی تجاویز کے مطابق ۵ر مئی ۱۹۸۵ء کو لندن کے مشہور و عظیم الشان ہال "ویمبلے کانفرنس سنٹر" میں کانفرنس کے انعقاد کا فیصلہ کیا

گیا، اور مندرجہ ذیل شخصیات کو دعوت نامے جاری کیے گئے:

(۱) قائدِ اہلِ سنّت حضرت علامہ شاہ احمد نورانی علیہ الرحمۃ

(۲) تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری علیہ الرحمۃ

(۳) قائدِ ملت حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ

(۴) مجاہدِ ملت حضرت علامہ عبد الستار خاں نیازی علیہ الرحمۃ

(۵) پروفیسر سید شاہ فرید الحق علیہ الرحمۃ

(۶) ورلڈ اسلامک مشن مشرقِ وسطیٰ کے صدر حضرت علامہ سید یوسف ہاشم الرفاعی علیہ الرحمۃ، کویت

(۷) پروفیسر ڈاکٹر ذکی بداوی علیہ الرحمۃ

(۸) شیخ طریقت شہزادۂ غوث الاعظم حضرت علامہ علاء الدین گیلانی علیہ الرحمۃ

(۹) نبیرۂ دیوان سید آل رسول علیہ الرحمۃ، سید آل رسول علیہ الرحمۃ

(۱۰) پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری (اُس وقت یہ اپنے تھے)

بحمدہٖ تعالیٰ اس عظیم الشان کانفرنس کی نقابت کے فرائض بحیثیت سکریٹری جنرل خادم نے انجام دیے۔ اور علامہ شاہد رضا نعیمی اشرفی مدظلہ العالی ناظم الامور تھے۔ جناب سید غلام السیدین صاحب مدظلہ العالی صدر تھے۔

ان مشاہیر کے علاوہ یورپ کے مختلف ملکوں سے جملہ علمائے اہلِ سنّت کو دعوت دی گئی۔

کانفرنس انعقاد پذیر ہوئی اور برطانیہ کی تاریخ میں پہلی مرتبہ کسی اسلامی کانفرنس کے شرکا اور مندوبین سے ''ویمبلے کانفرنس سنٹر'' کا وسیع و عریض ہال ناکافی ثابت ہوا۔ بہت سے شرکا نے کئی گھنٹے تک کھڑے ہو کر کانفرنس کی کارروائیوں کا مشاہدہ کیا۔

کانفرنس کی رپورٹنگ کے لیے برطانیہ کے بیش تر انگلش، اردو اور عربی اخبارات

کے علاوہ نیشنل ٹی وی کے نمائندے موجود تھے۔

کانفرنس پورے شباب پر تھی کہ تاج الشریعہ ہال میں داخل ہوئے۔ ان کے حکم کے مطابق کیمرے بند کردیے گئے۔ کیمروں کی روشنی تو بند ہوگئی مگر علامہ ازہری کے چہرۂ پاک کی روشنی سے پورا ہال جگمگا اُٹھا۔ لوگ دیوانہ وار ان کی زیارت کے لیے اُٹھ اُٹھ کر شرف یابِ زیارت ہورہے تھے۔

اور دُنیا نے پہلی بار احتیاط اور تقویٰ کا یہ منظر دیکھا۔ تاج الشریعہ نے مختصر خطاب فرمایا اور پھر کانفرنس میں منظور شدہ تجاویز کا عربی ترجمہ تاج الشریعہ نے کیا اور انھیں لندن نیز مشرقِ وسطیٰ کے عربی اخبارات نے جلی سرخیوں کے ساتھ شائع کیا۔

کانفرنس کے اختتام کے بعد حضرت تاج الشریعہ نے مانچسٹر، لندن اور لیسٹر میں جلسوں سے خطاب فرمایا۔

کانفرنس کی منظور شدہ تجاویز کو سعودی سفارت خانے کے ذریعہ شاہ فہد تک پہنچایا گیا۔

ٹی وی، انگلش اور اردو اخبارات کی رپورٹوں کے شائع ہونے کے بعد سعودی عرب کے ایوانِ اقتدار میں زلزلہ آگیا۔ انھیں دنوں شاہ فہد انگلینڈ کا دورہ کرنے والے تھے، اس لیے سعودیہ کے ارباب اقتدار کو خیال آیا کہ ان حالات میں اگر ورلڈ اسلامک مشن نے اپنے احتجاج کو لندن کی سڑکوں پر جلوس کی شکل میں منظم کیا تو حکومتِ سعودیہ عربیہ اور خاص طور پر شاہ فہد کے لیے شدید رُسوائی کا سامان ہوگا۔ چناں چہ شاہ فہد نے اپنی حکومت کے ایک نمائندے کو مشن کے ارکان سے ملاقات کے لیے بھیجا۔ مشن کے ارکان نے سعودی حکومت کے نمائندے سے یہ پیغام بھجوایا کہ: ہم اپنا احتجاج ملتوی کرسکتے ہیں بشرطیکہ شاہ فہد سے ہماری ملاقات کرائی جائے، تاکہ ہم اپنی تجاویز کو ان کے سامنے پیش کرسکیں۔ سعودی نمائندے نے یہ شرط منظور کرلی اور وعدہ کے مطابق شاہ فہد سے ملاقات کا موقع دیا، اور مشن کی طرف سے جناب سید غلام السیدین صاحب اور ڈاکٹر زکی بداوی نے ملاقات کی اور

مندرجہ ذیل مطالبات ان کے سامنے رکھے:

(۱) اعلیٰ حضرت کے ترجمۂ کنزالایمان سے پابندی ہٹالی جائے۔

(۲) سعودی عرب میں علمائے اہلِ سنّت اور عوام اہلِ سنّت پر وہاں کی مذہبی پولس جو زیادتیاں کرتی ہے، اسے بند کیا جائے۔

(۳) اہلِ سنّت و جماعت کے لٹریچر کو سعودی عرب میں داخلے کی اجازت دی جائے۔

(۴) رابطۂ عالم اسلامی میں علمائے اہلِ سنّت کو نمائندگی دی جائے۔

شاہ فہد نے کم وبیش دو گھنٹے کی ملاقات میں ان تجاویز پر عمل کرانے کا وعدہ کیا، جس کے جواب میں ورلڈ اسلامک مشن نے احتجاجی جلوس کا پروگرام کینسل کر دیا۔

بعد میں کم وبیش ایک سال تک سعودی عرب کے اربابِ حل وعقد سے مراسلت ہوتی رہی، اور متعدد بار ان سے ایفائے عہد کی یاددہانی کرائی گئی، مگر صرف ایک مراسلے کے جواب میں سعودی حکومت نے ان علما کے نام طلب کیے جنھیں علمائے سعودی عرب سے گفتگو کرنی تھی۔ اس کے جواب میں مشن سے مندرجہ ذیل علما کے اسمائے گرامی ان کی خدمت میں ارسال کیے گئے:

(۱) حضور تاج الشریعہ علامہ ازہری علیہ الرحمۃ

(۲) حضرت علامہ سید شجاعت علی قادری علیہ الرحمۃ

(۳) علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ

مگر اس کے بعد ان کی جانب سے مکمل خاموشی رہی، جو تا ہنوز طاری ہے۔

البتہ تاج الشریعہ کو دوسرے سال ۱۹۸۶ء میں حج کے موقع پر گرفتار کر لیا گیا اور انھیں پابندِ سلاسل کر کے جیل بھیج دیا گیا۔ یقیناً اس وقت ان کی زبان پر یہ شعر رہا ہوگا۔

بجرمِ عشق شامی کشند غوغائیست
تو نیز بر سر بام آ کہ خوش تماشائیست

۱۱ر روز کے بعد انھیں مدینہ طیبہ کی حاضری سے محروم کرتے ہوئے جدہ ایئرپورٹ سے ہندوستان روانہ کر دیا گیا۔

اس ظلم عظیم کے خلاف ایک بار پھر ایک احتجاجی تحریک کا آغاز ہو گیا۔ بمبئی میں عزیز گرامی قدر جناب سعید نوری صاحب، برطانیہ میں ورلڈ اسلامک مشن اور پاکستان کے علما نے احتجاج کیا۔ شاید اس سے متاثر ہو کر حضرت تاج الشریعہ کو سعودی حکومت کی طرف سے دوبارہ عمرہ کے لیے ویزا جاری کیا گیا تاکہ وہ عمرے کے ساتھ ساتھ مدینہ طیبہ میں حاضر ہو سکیں۔

حجاز کانفرنس کے بعد سعودی عرب نے وہابی اور دیوبندی تنظیموں کو مضبوط تر کرنے کے لیے پٹرو ڈالر کے انبار لگا دیے تاکہ وہ اہلِ سنّت و جماعت کو شکست دے سکیں۔ بحمد اللہ! لاکھوں ڈالر خرچ کرنے کے بعد وہ اہلِ سنّت کو کمزور تو نہ کر سکے، البتہ مخالفین کے اداروں کو تقویت حاصل ہوئی اور کئی بڑے ادارے برطانیہ کے مختلف شہروں میں تعمیر ہو گئے۔

تاج الشریعہ کا دورۂ امریکہ

امریکہ میں ٹیکساس اسٹیٹ کے مشہور شہر ہیوسٹن میں قادیانیوں نے قادیانیت کی تبلیغ کے لیے ایک ریڈیو اسٹیشن قائم کیا اور شب و روز مسیلمۂ قادیاں غلام احمد کی باطل نبوت کا پروپیگنڈہ شروع کر دیا۔ اس صورتِ حال سے مسلمانانِ امریکہ بہت پریشان تھے، چنان چہ ہیوسٹن کی النور سوسائٹی نے قادیانیوں کے رد کے لیے ایک عظیم الشان جلسہ کا اہتمام کیا، اور ہندوستان سے تاج الشریعہ اور محدث کبیر اور مجھ خاکسار کو مدعو کیا گیا۔ بحمد اللہ! اس اجتماع کے بعد قادیانیوں کی تحریک انڈر گراؤنڈ ہو گئی۔

تاج الشریعہ ازہر شریف میں

حکومت مصر نے ۱۹۶۰ء کے آغاز میں بطورِ خیر سگالی ہندوستان اپنے دو اساتذہ کو بھیجا جن میں ایک شیخ عبد الوہاب تھے، جنھیں دار العلوم دیوبند کے لیے اور شیخ عبد التواب کو

بریلی شریف کے لیے تدریس کی ذمہ داری سپرد کی۔ شیخ عبدالتواب اپنی ظاہری وضع قطع کے اعتبار سے بریلی شریف کے معیار پر پورے نہیں اُترتے تھے، اس لیے سیدی مفتی اعظم علیہ الرحمۃ ان کی آمد سے زیادہ خوش نہیں تھے۔ عقیدۃً وہ سُنّی تھے اور تصوف کی طرف مائل تھے۔ میری ملاقات ان دونوں استادوں سے لکھنؤ میں ہوئی۔ شیخ عبدالتواب بریلی شریف کے تصلب فی الدین سے قدرے نالاں تھے، مگر انھوں نے دورانِ تدریس اس جوہر کامل کو پرکھ لیا، جس کا نام اس وقت اختر رضا خاں تھا؛ انھوں نے علامہ اختر رضا ازہری علیہ الرحمۃ کو جامعہ ازہر کے لیے راضی کرلیا۔ اس کی اطلاع جب حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کو ہوئی تو وہ قدرے ناراض ہوئے اور شیخ عبدالتواب سے بھی اپنی ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ غالباً اس کی وجہ یہ تھی کہ ازہر کا ماحول بے پناہ آزاد تھا۔ وہاں کے علما کی اباحیت پسندی اور مصری عوام کی مغرب زدگی قابلِ قبول نہ تھی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب شریعت کے مطابق داڑھی رکھنے والے کو مصری عوام یہودی خیال کرتے تھے اور مصری پولس ان کا تعاقب کرتی جو لمبی داڑھی رکھنے والے تھے۔

بعض نام نہاد مصری دانش وروں کا خیال تھا کہ داڑھی دراصل اسلام سے قبل بھی عربوں کا کلچر تھا۔ مسلمانوں نے اس کو اختیار کرلیا۔ اس کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ معاذ اللہ۔

یہ وہ دور تھا جب جنگ رمضان ۱۹۵۷ء کی کامیابی کے بعد جمال عبدالناصر فرعونِ وقت بن کر اُبھرا اور مصریوں کو نحن ابناء الفراعنہ کا نعرہ دیا، جس کے نتیجے میں ۱۹۶۷ء میں اسرائیل نے انھیں بھرپور شکست سے دوچار کیا۔ ان حالات میں سیدی مفتی اعظم کی پریشانی بجا تھی، مگر جب تاج الشریعہ نے اپنے بھرپور عزم وارادے کا اظہار کیا تو سیدی مفتی اعظم نے ان کو دُعاؤں کے ساتھ رُخصت کیا۔

ازہر شریف میں علامہ ازہری ممتاز ترین طلبہ میں تھے۔ فراغت کے بعد جمال عبدالناصر صدر مصر کے ہاتھ سے سندِ امتیاز حاصل کی (ازہر کی تقسیم اسناد کی تقریب میں صدر

مصر شرکت کرتے تھے۔) اور اپنی عظیم خاندانی روایات کو سنبھالے ہوئے بریلی شریف واپس ہوئے تو بریلی شریف کے اسٹیشن پر سیدی مفتی اعظم خود استقبال کے لیے موجود تھے۔ آپ نے ان کو گلے لگایا اور پیشانی کو بوسہ دیا۔

یقیناً ان کو یہ دیکھ کر بے پایاں خوشی ہوئی ہوگی کہ علامہ ازہری نے بوقتِ رُخصت جو وعدہ کیا تھا اسے بخوبی نبھایا اور جامعہ ازہر کے آزاد ماحول کی بھٹی میں تپ کر مزید نکھر گئے۔

تاج الشریعہ کی مجھ پر نوازشات

سیدی مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کی طرح تاج الشریعہ علامہ ازہری علیہ الرحمۃ بھی مجھ پر بے پایاں مہربان رہے۔ ابتداءً جب وہ ازہر سے آئے تو بارہا ملاقات کا شرف حاصل رہا۔ بریلی شریف کی نشستوں میں ان کی علمی اور ادبی گفتگو سے فیض یاب ہوتا رہا، وہ عربی اور اردو زبان کے عظیم شاعر تھے، وہ اپنے عربی اشعار سناتے اور ہمیں داد و تحسین کا موقع عطا فرماتے، ایک دفعہ میں نے ان کے ایک عربی شعر کے بارے میں کچھ معروضات پیش کیں تو انھوں نے اس کے جواب میں کئی صفحات پر مشتمل ایک مقالہ تحریر فرما کر انگلینڈ بھیجا، افسوس کہ وہ محفوظ نہ رہ سکا، ورنہ وہ ایک علمی اور ادبی شہ پارہ کی حیثیت سے شاملِ تحریر ہوتا۔

جب تک وہ تدریس اور منصب افتا کی ذمہ داریوں کے حوالے سے بریلی شریف میں قیام فرما رہے، تو بارہا ملاقات کا شرف حاصل ہوتا رہا لیکن جب ان کے تبلیغی دَورے بہت زیادہ ہو گئے اور میں مغربی ممالک میں مصروف ہو گیا تو ملاقات کے مواقع کم ہو گئے۔ پھر بھی انگلینڈ، امریکہ، دوبئی اور زمبابوے وغیرہ کے دَوروں میں ملاقات سے فیض یاب ہوتا رہا۔

چند سال قبل حج کا زمانہ تھا، میں مکہ مکرمہ میں مقیم تھا، میں نے سُنا کہ تاج الشریعہ جدہ میں قیام پذیر ہیں۔ میں نے فون کیا تو معلوم ہوا کہ حضرت آرام فرما رہے ہیں۔ بہر حال میں

Scanned by CamScanner

کسی وجہ سے جدہ حاضر نہ ہوسکا، بعد میں ان کے ایک حاضر باش نے مجھے خبر دی کہ حضرت پوچھ رہے تھے ''اعظمی آنے والے تھے، آئے کیوں نہیں'' پھر مجھے معلوم ہوا کہ حضرت طوافِ زیارت کے لیے آنے والے ہیں تو میں حرم شریف میں مقام ابراہیم کے قریب بیٹھ گیا۔ حضرت طوافِ زیارت کے بعد مقامِ ابراہیم پر نماز ادا کرنے کے لیے آئے تو عوام کا اتنا ہجوم ہوا کہ نجدی پولس نے عوام پر تشدد کیا۔

اس ہجوم میں عربی، مصری، ترکش، ہندی، پاکستانی سبھی شامل تھے، جو حضرت کی زیارت کے لیے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کر رہے تھے۔ ہجوم جب ذرا کم ہوا اور حضرت جب اپنے رفقا کے ہجوم میں اوپر تشریف لائے تو میں نے دست بوسی کا شرف حاصل کیا۔ انھوں نے گلے لگایا اور دُعاؤں سے نوازا۔ مجھے یقین ہے حرم پاک میں طواف کے بعد میرے حق میں ان کی دُعا ضرور قبول ہوگی۔

خاکسار محمد قمر الزماں خاں اعظمی رضوی
سکریٹری جنرل: ورلڈ اسلامک مشن، انگلینڈ
17/08/2018

تاج الشریعہ: ایک عصر کا نام ہے

[حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ کے وصال پر علامہ قمرالزماں اعظمی نے تعزیتی بیان جاری فرمایا؛ اسے محب گرامی عتیق الرحمٰن رضوی نے تحریری شکل دی۔ علامہ اعظمی کے مقالہ کے ساتھ تعزیتی بیان بھی شاملِ اشاعت کیا جارہا ہے تاکہ یہ مواد بھی محفوظ ہوجائے۔ نوری مشن]

مِرے جنازے پہ رونے والو! فریب میں ہو بغور دیکھو
مرا نہیں ہوں غمِ نبی میں لباسِ ہستی بدل گیا ہوں

حضرات گرامی! خطابت خاصہ مشکل کام ہے اور خاص طور پر ایسے موقع پہ جب ذہن اور دل دونوں ساتھ نہ دے رہے ہوں۔ حضور تاج الشریعہ کا سانحۂ ارتحال اتنا بڑا اَلمیہ ہے کہ اب خطاب تو کیا ہے؛ گفتگو کرنا بھی مشکل ہورہا ہے ہمارے لیے۔ میں کوشش کروں گا کہ چند کلمات بطورِ تعزیت، بطورِ نذر حضور تاج الشریعہ کی بارگاہ میں پیش کردوں۔

حضرات گرامی! تاج الشریعہ ایک شخصیت کا نام نہیں- ایک دور کا نام ہے، ایک زمانے کا نام ہے، ایک عصر کا نام ہے۔ ان کے وصال سے ہم، ایک عصر، ایک دور اور ایک زمانے سے محروم ہوگئے ہیں۔ مگر ہمیں یقین ہے کہ بریلی شریف پہ جو اللہ کا بے پناہ کرم ہے؛ یقیناً وہاں سے پھر کوئی ایسی شخصیت اُبھرے گی؛ جو جانشینِ مفتی اعظم ہوگی، جانشینِ تاج الشریعہ ہوگی۔

حضرات گرامی! حضرت تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں قادری ازہری صاحب رحمۃ اللہ علیہ جتنے عظیم تھے؛ ان عظمتوں کا تذکرہ اس مختصر محفل میں ممکن نہیں ہے۔ میں صرف یہ بتادوں کہ بڑا مشہور مقولہ ہے کہ: الولد سر لابیہ۔ لیکن یہاں لابیہ نہیں لآباءہ۔ یعنی یہ وہ ذاتِ پاک ہے، یہ وہ ذاتِ گرامی تھی، یہ وہ عظیم شخصیت تھی، جس کی ذات کے اندر اعلیٰ حضرت کا تصلب، اندازِ فقہ، اندازِ تحریر، اندازِ افتا، جن کی ذات میں حضور حجۃ الاسلام علیہ

Scanned by CamScanner

الرحمۃ والرضوان کا تفقہ، ان کی ادبیت، ان کی لسان دانی، ان کی عربیت، ان کا جمال، ان کی وجاہت سب کچھ موجود تھی۔ اور وہ جن کی ذات میں حضور مفسرِ اعظم کی تفسیری صلاحیتیں، جن لوگوں نے پڑھا ہے؛ ان کو وہ جانتے ہیں کہ انہوں نے تفسیر کے حوالے سے (کافی کام کیا)، کاش! جمع کیا ہوتا لوگوں نے۔ بہت سے ذخیرے ضائع ہو گئے، ان کی تفاسیر بھی ضائع ہو گئی ہیں۔ لیکن میں رسالوں میں پڑھتا تھا ان کی تفسیریں۔ اس قدر اخاذ طبیعت تھی، اس قدر نکتہ آفریں مزاج تھا کہ تفسیر کی روایت اور تفسیر کی درایت سے ہٹ کر کوئی بات نہیں کہتے تھے، مگر ہر بات نئی ہوتی تھی۔ اُن کی تفسیری صلاحیتیں بھی ان کی ذات کے اندر موجود تھیں۔ پھر سرکار مفتی اعظم ہند، اللہ اکبر! اُن کی عظمتیں، اُن کی جلوہ باری، اُن کا تصوف، اُن کا دردِ دل، اُن کا سوزِ دروں، اُن کی آہِ سحر گاہی، اُن کا نالۂ نیم شبی، اُن کا چلنا پھرنا، اُن کا اُٹھنا بیٹھنا، جن لوگوں نے نہیں دیکھا ہے حضور مفتی اعظم ہند کو؛ اگر انہوں نے تاج الشریعہ کو دیکھا ہے تو حضور مفتی ہند کو دیکھا ہے۔ ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ کوئی شخصیت اپنی تمام تر کیفیات کے ساتھ اپنے اسلاف کی روایات کی حامل ہو، مگر آپ حامل تھے۔ میں نے کل بھی کہا تھا کہ آج کا دور اباحیت پسندی کا دور ہے۔ آج کے دور میں شریعت کے لبادے میں لوگ اس بات کی کوشش کر رہے ہیں کہ؛ آج کے دور کے تقاضوں کی بنیاد پر شریعت کو موڑنے کی کوشش کی جائے، بدلنے کی کوشش کی جائے، تحریف کی کوشش کی جائے، تاکہ آج زمانے کا ساتھ دیا جا سکے۔ مگر تاج الشریعہ - تاج الشریعہ تھے۔ انہوں نے کبھی بھی اس اباحیت پسندی کو قبول نہیں کیا، بلکہ تصلب کی جو روایت ان کے آباواجداد کی تھی اسی پر قائم بھی رہے اور اسی کی تبلیغ بھی کرتے رہے، اور اسی کی دعوت بھی دیتے رہے۔ بلا شبہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے بارے میں حضور محدث اعظم (کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ) نے ایک فتوے کی تصدیق کرتے ہوئے لکھا تھا، آپ شاید جانتے ہوں گے، حضور محدث اعظم نے سرکار مفتی اعظم کے بارے میں لکھا تھا کہ: ھذا قول العالم المطاع وما علینا الا اتباع۔ یہ ایک عالم مطاع کا قول یا حکم ہے اور ہمیں اتباع ہی کرنی چاہیے۔ بلا شبہ سیکڑوں فقہانے،

اربابِ فقہ نے یہ قول لازمی طور پر اگر لکھا نہ ہو تو عملاً یہ ثابت کیا ہے کہ اُن کا ہر فیصلہ اِس قابل تھا کہ اُس کی اتباع کی جائے، اُسے مانا جائے، اُسے تسلیم کیا جائے۔ وہ صرف فقیہ نہیں تھے بلکہ فقہا کی جماعت کو انہوں نے متاثر کیا ہے۔ فقہا پیدا کیے ہیں انہوں نے، وہ افقہ العالَم تھے، وہ اپنے دور کے عظیم فقیہ تھے۔

عزیزانِ ملت اسلامیہ! چنان چہ اُن کی درس گاہ سے، اُن کی تربیت اور اُن کی مجلسوں کی بنیاد پر اور شرعی محاکمات کی بنیاد پر جو وہ کیا کرتے تھے، نا معلوم کتنے افراد کو تفقہ کا انداز، فتاویٰ کا مزاج اور شریعت کے مسائل کے استخراج کے لیے صلاحیتیں میسر آئیں۔ اُس زمانے میں بھی جب میں الجامعۃ الاشرفیہ میں ہوتا تھا، جب یہ مجلسِ شرعی بریلی شریف منتقل ہوئی تو وہاں بھی فقہا کی ایک جماعت سے استفادہ کرتی تھی۔ میں نے دُنیا کو دیکھا ہے اور مطالعہ کیا ہے، اور آج بھی کر رہا ہوں۔ الجامعۃ الاشرفیہ اور بریلی شریف میں مجلسِ شرعی کے جو فیصلے ہوتے ہیں؛ دُنیا میں اُس کی کہیں مثال نہیں ہے۔ عصرِ جدید کے حالات کے اعتبار سے، نئے زمانوں کے تقاضے کے اعتبار سے، قیاس کی بنیاد پر اجتہادی صلاحیتوں کی بنیاد پر جو فیصلے ہو رہے ہیں، وہ آگے آنے والی نسلوں کے لیے روشنی کا مینار ہے اور روشنی کی بنیادیں فراہم کر رہے ہیں۔

خدا اِن عظیم اداروں کو سلامت رکھے، اِن درس گاہوں میں پروان چڑھنے والے فقہا کو ملتِ اسلامیہ کی آبرو بنا دے اور وہ ایک ایسی آئندہ نسل بھی پیدا کر سکیں جو ہر دور کے مسائل کا جواب بھی دے سکیں اور ہر دور کے مسائل کو دُنیا کے سامنے پیش بھی کر سکیں۔

مجھے اندازہ ہے کہ وقت نہیں ہے۔ میں اُن کی حیاتِ طیبہ پر کبھی ان شاء اللہ تفصیل سے گفتگو کروں گا، جب وقت ہوگا، جیسا کہ میں نے انہیں دیکھا ہے۔ میں نے ان کا عہدِ شباب بھی دیکھا ہے، میں نے اُن کے ضعف کا زمانہ بھی دیکھا ہے، میں نے وہ دور بھی دیکھا ہے، جب وہ ازہر سے پڑھ کر کے آئے تھے اور ہم لوگ کبھی بے تکلف بیٹھا کرتے تھے۔ وہ اپنے اشعار سناتے تھے اور ہم داد بھی دیا کرتے تھے، عربی کے اشعار؛ اس وقت بھی اُن کی

صلاحیتیں مسلّم تھیں اور اُن کی زبان دانی پر ہم لوگ باضابطہ طور پر عَش عَش کرتے ہوئے نظر آتے تھے۔ وہ عظیم صلاحیتوں کے مالک تھے۔ بریلی شریف کی خصوصیت یہ ہے کہ وہاں درس گاہ ہی سے سب کچھ نہیں ملتا ہے براہِ راست فیضان بھی ہوتا ہے۔ درس گاہ میں جو کچھ پڑھا ہوگا انہوں نے پڑھا ہوگا؛ مگر وہ فیضان تھا اُن کے آقاؤں کا، آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو آقاؤں کے آقا ہیں؛ اُن کی مقدس ذات کا فیضان تھا کہ مسائل کے استخراج کے سلسلے میں اور نئے مسائل میں گفتگو کرنے کے سلسلے میں ایسا لگتا تھا کہ سیکڑوں کتابیں اُن کی نگاہوں کے سامنے ہیں۔ کتابیں نہ پڑھ کر کے بھی فیصلے اس طرح دینا کہ کتاب پڑھنے والے اُس فیصلے سے انحراف نہ کرسکیں یہ آسان بات نہیں ہے۔ میں نے سرکار مفتی اعظم کی حیاتِ طیبہ میں دیکھا کہ بہت سے مفتیانِ کرام بیٹھے ہوئے تھے، وہ نقل کرتے تھے فتاویٰ جات کو۔ حضور مفتی اعظم ہند بیک وقت کئی فتاویٰ جات کے جواب دیتے تھے۔ بیک وقت کئی ایک کو نکاح وطلاق کا مسئلہ بتارہے ہیں، ایک کو وراثت کے بارے میں۔ عجیب بات ہے ذہن کے استحضار اور صلاحیت کا۔ ہر ایک کو جواب دے رہے ہیں اور سب لکھ رہے ہیں بیک وقت۔ اور آج تک اُن کے فتاویٰ جات سے اختلاف نہیں کیا جاسکتا۔ ایسا لگتا تھا کہ فتاویٰ کی تمام کتابیں اُن کے سامنے ہیں۔ تقریباً یہی حال تاج الشریعہ کا بھی تھا۔ جو لوگ اُن کی محفل میں بیٹھے ہیں، اُن کی گفتگو سنتے رہے ہیں اور اُن کے مسائل سے استفادہ کرتے رہے ہیں، اُن کے تفقہ کو باضابطہ قریب سے دیکھنے والے یہ جانتے ہیں کہ کتابیں نہ بھی کھلی ہوئی ہوں تو کتاب کھلی ہوئی ہوتی ہے۔ نظر اور مشاہدے کی یہ صلاحیت بغیر فیضانِ الٰہی کے میسر نہیں آسکتی ہے؛ جو انہیں باضابطہ طور پر عطا ہوئی تھی اور یقیناً لوگ کہتے ہیں کہ اُن کے بعد کیا ہوگا۔ میں نے کہا سب کچھ بہتر ہوگا ان شاء اللہ۔ تاج الشریعہ سے پہلے حضور مفتی اعظم ہند کے آخری دور میں ہم کہا کرتے تھے اب کیا ہوگا؟ لیکن تاج الشریعہ اُبھرے تو ایک دَم پورے عالَم پر چھا گئے۔ امید ہے کہ ان شاء اللہ! بریلی شریف سے پھر کوئی آفتاب طلوع ہوگا اور پوری دُنیا میں روشنی پھیلائے گا، اُس کے لیے ہمیں دُعا بھی کرنی ہے اور کوشش بھی کرنی ہے۔

عزیزانِ ملت اسلامیہ! آخری بات جو عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حضور مفتی اعظم ایک عظیم صوفی، ایک عظیم ولی، ایک عظیم بزرگ ہیں- حضرت وارثِ پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، بارہ بنکی میں ان کی قبر شریف ہے، ماضی قریب کے ہیں، ان کا دور اور حضرت نوری میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا دور ایک ہی دور ہے۔ان سے کسی مرید نے پوچھا کہ حضور! یہ جو قول ہے کہ من قال لا الا اللہ فدخل الجنۃ کیا اتنا کہنے سے جنت میں داخل ہو جائے گا وہ؟ اگر کوئی عام عالم ہوتا تو سمجھانے کی کوشش کرتا، جو بہت سی تاویلات ہیں اس سلسلے میں، کہ لا الہ الا اللہ دراصل صرف ایک کلمہ ہے بلکہ ایک مکمل نظام کے لیے عہدِ وفا بھی ہے، لیکن انہوں نے کہا کہ: تمہارے سمجھنے کا وقت نہیں ہے، بعد میں آ جانا، بارہ سال کے بعد وہ شخص آیا اور آپ نے فرمایا کہ فلاں گاؤں میں جاؤ، وہاں ایک صاحب بیمار ہیں ان سے کہو کلمہ پڑھ لیں وہ شخص گیا، اس نے کلمے کی تلقین کی اور جیسے ہی انہوں نے کلمہ پڑھا روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

جان ہی دے دی جگر نے آج پاۓ یار پر
عمر بھر کی بے قراری کو قرار آ ہی گیا

کہا: یہ ہے اس کا جواب، بوقتِ موت اگر کلمہ نصیب ہو جائے تو آدمی جنتی ہوتا ہے۔اور تاج الشریعہ کو آخری ایام میں یہ ان کی زبان پر لا الہ الا اللہ کا مقدس جملہ باضابطہ مفتی اعظم ہند کی طرح سے موجود تھا۔کلمہ کی شہادت کے ساتھ انہوں نے اپنے رب کی بارگاہ میں شہادت کا مقام حاصل کیا ہے۔اللہ! ان کے مقامات کو بلند فرمائے، بس ایک بات کہوں گا سماعت فرمائیں بات آگئی ہے حضرت وارثِ پاک کی، ان کا ایک شعر ہے، جب یہ شعر میں نے سُنا اگر یاد آ گیا تو بتاؤں گا، بھول جاتا ہوں۔تو جی چاہا کہ اگر میں چشتی ہوتا تو وجد کرتا، رقص کرتا، عجیب ہے شعر ان کا، فرماتے ہیں کہ۔

تن او را لباس نور کردند
براۓ ما بشر مشہور کردند

مغزِ قرآں روحِ ایماں جانِ دیں صلی اللہ علیہ وسلم

وطن مالوف مالیگاؤں (ہند) کی پیاری پیاری سرزمین کو خیر باد کہہ کر برطانیہ میں آبسے مالیگ خانوادے کے ہم چھوٹے بڑے جملہ افراد؛ پورے وثوق اور بڑے اعتماد کے ساتھ اس حقیقت کا اقرار و اعتراف کرتے ہیں کہ؛ ہماری آخرت اور عاقبت کے سچے خیر خواہ، ہمارے والد ماجد اور بزرگ مولانا محمد یونس مالیگ نے ہماری تعلیم و تربیت چودھویں صدی ہجری کے مسلمانوں کے دین و ایمان کے بہت بڑے محافظ، امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی تعلیم و تربیت کے مطابق اگر نہ کی ہوتی تو، ہم بھی واقعی طور پر فی الحال بھی؛ ہم میں موجود بہت ساری دینی و دنیوی خامیوں اور کمزوریوں کے سبب شاید اب تک...... مومن فضائل رسالت ...... نہ رہے ہوتے، اپنے بہت سارے دوست واحباب اور دینی و خاندانی بھائی بہنوں کی طرح مکے مدینے کے موجودہ مال دار اور متمول لیکن سو فی صد غیروں کے غلام اور نوکر بن جانے والے عیش پرست وُنیادار بادشاہوں اور اماموں کے روپیوں پیسوں کی چکاچوند سے مرعوب و مغلوب ہو ہو کر...... منکر فضائل رسالت...... بن چکے ہوتے۔

اندریں حالات اپنے کرم فرما اور دیا لو اللہ رب تبارک و تعالیٰ کی اس کرم فرمائی کے شکریے میں دُعا گو ہیں کہ مغزِ قرآں روحِ ایماں جانِ دیں آمنہ کے لال و عبداللہ کے چاند صلی اللہ علیہم وسلم کے نہایت ہی سچے اور کھرے...... غلام و مومن...... امام احمد رضا محدث بریلوی اور آپ کی آل واحباب واصحاب خصوصاً حضور محدث اعظم ہند مولانا سید محمد میاں کچھوچھوی، حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں قادری، مفتی اعظم مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں نوریؔ اور بالکل ابھی ابھی ۲۰ رجولائی ۲۰۱۸ء کو انتقال فرما کر اللہ کی بارگاہ میں اپنی محبوبیت اور مقبولیت کا سو فی صد زندہ ثبوت بن جانے، بلکہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے سچے دل سے نکلی اس سچی دُعا اور تمنا......۔

واسطہ پیارے کا ایسا ہو کہ جو سُنّی مرے
یوں نہ فرمائیں ترے شاہد کہ وہ فاجر گیا
عرش پر دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا
فرش سے ماتم اُٹھے وہ طیب و طاہر گیا

کا پورے عالم کو چشم دید مشاہدہ کرا دینے والے حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان قادری ازہری بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ پر جنت الفردوس میں مولیٰ تعالیٰ بے حساب و کتاب وعذاب وعتاب تا اَبد رحمت و مغفرت کے پھول برسائے۔ اُمتِ مرحومہ کو پھر سے امام احمد رضا بریلوی جیسا سچا اور کھرا...... مومن فضائل رسالت غلامِ رسول...... عطا فرمائے...... نیز یکم و چھ ستمبر ۲۰۱۸ء کو یکے بعد دیگرے مالیگاؤں میں فوت ہو جانے والے ہمارے برادرِ نسبتی اور بزرگ محمد مصطفیٰ محمد یعقوب (فریم میکر) اور ایڈنبرا (برطانیہ) میں فوت ہو جانے والے ہمارے بہت ہی اچھے محسن اور ہمدرد (جڑانوالہ پاکستان) کے وطنی محمد شریف حسن علی کی بزرگانِ دین کے صدقے اور طفیل مغفرت فرما کر انھیں جنت الفردوس عطا فرمائے، آمین بجاہ النبی الامین الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم...... ؎

پیارے رسول کو پکار پیارے نبی کا نام لے
دامن مصطفیٰ میں آ پائے رسول تھام لے

ایں دُعا از ما و از جملہ جہاں آمین باد

دُعا گزاران:

محمد میاں مالیگ (مؤلف: مولانا! اندھے کی لاٹھی)، علامہ محمد ارشد مصباحی (اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن انٹرنیشنل مانچسٹر)، علامہ ابوزہرہ رضوی (رضا ریسرچ اینڈ پبلشنگ بورڈ مانچسٹر)، نیاز احمد مصطفوی، محمد ادریس وارثی، ابوحنظلہ رضوی، اقبال احمد وارثی، الطاف احمد لطیف، طفیل احمد، محمد اجمل، محمد احسن، محمد اشرف مالیگ (یوکے)

۷ ستمبر ۲۰۱۸ء

Scanned by CamScanner

Scanned by CamScanner